# دعا کا صبر اور صلوٰۃ سے گہرا رشتہ

# صابر کی جزاء معیت الٰہی ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵/اگست ۱۹۸۴ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت کریمہ کی تلاوت کی:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۴﴾ (البقرۃ:۱۵۴)

اور پھر فرمایا:

سورۃ البقرۃ کی یہ آیت میں نے جو تلاوت کی ہے صبر کے مضمون پر ایک حرف آخر کا مقام رکھتی ہے۔صبر کے جتنے پہلو ہیں اس کی حقیقت ، اس کا طریق، اس کا بہترین مصرف ،اس کے مقاصد اور کیا کچھ صبر تمہیں عطا کرسکتا ہے۔ یہ ساری باتیں اس مختصر سی آیت میں بیان ہوگئی ہیں۔

جہاں تک صبر کا عام مفہوم ہے یعنی غیر مذہبی عام دنیاوی تصور، اس میں بیچارگی کے معنی نمایاں طور پر پائے جاتے ہیں اور بے اختیاری کے معنی نمایاں طور پر پائے جاتے ہیں۔ ایسا غم اور ایسی مصیبت جو کسی کو مغلوب کرلے اور جن کے مقابلے کی کوئی انسان طاقت نہ پاتا ہو اور کوئی چارہ نہ پائے کہ کس طرح اس کے مصائب کے چنگل سے نکل سکے۔ اس وقت جو کیفیت ہوتی ہے اسے دنیاوی مفہوم میں صبر کہتے ہیں۔ ایسے صبر کا نتیجہ عموماً ایک اندرونی آگ ہوتا ہے جو رفتہ رفتہ انسان کو جلاتی رہتی ہے اور اس کے نقصانات تو ہیں، اس کے فوائد پہنچنے کا کوئی امکان نظر نہیں آتا۔ ایسا صبر جو

بے اختیاری کا صبر ہو وہ بعض دفعہ مصیبتوں میں اضافہ کر دیتا ہے اور مصیبتوں کی یاد اس کے ساتھ پیوستہ ہو جاتی ہے اور بجائے اس کے کہ ایک دکھ آئے اور گذر جائے ایسے صبر کے نتیجہ میں وہ دکھ ایک مستقل زندگی کا حصہ بن جاتا ہے، ایک روگ بن جاتا ہے۔ پس قرآن کریم نے صبر کا جو مفہوم بیان فرمایا ہے وہ اس عام مفہوم سے بالکل الگ کر کے بیان فرمایا اور صبر کے مضمون کو انتہائی بلند مقام تک پہنچا دیا ہے۔

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے جو عام دنیاوی مفہوم ہے اس میں صبر اور عمل کا کوئی جوڑ نہیں ہے۔ عام طور پر جن حالات میں دنیا والے صبر کرتے ہیں ان کو عمل کی کوئی راہ ہی نہیں دکھائی دیتی اور صبر بالعموم مایوسی کا پہلو رکھتا ہے۔ قرآن کریم نے فرمایا ہے۔ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ کہ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اپنے صبر کو ایک فعال قوت میں تبدیل کرتے رہو۔ اسْتَعِيْنُوْا صبر کے نتیجہ میں خدا سے دعا مانگو اور مدد چاہو اگر مایوسی ہو تو مدد چاہنے کا کوئی سوال ہی باقی نہیں رہتا۔ ہمیشہ تمہارے صبر کے ساتھ ایک امید کا پہلو زندہ رہنا چاہئے اور صبر کے نتیجہ میں خدا کی طرف مدد کا ہاتھ بڑھاتے رہو اس کامل یقین کے ساتھ کہ کسی نہ کسی وقت اللہ تعالیٰ کی مدد آ کر تمہاری مشکلات کو دور فرما دے گی۔ اللہ سے استعانت کے مضمون نے مایوسی کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا اور انتہائی ناممکن حالات میں بھی امید کی ایک لو روشن کر دی، امید کی ایک کرن مومن کو دکھا دی کہ ایک نجات کا رستہ باقی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے کا رستہ ہے۔ پس مصیبت خواہ کتنی گہری ہو اس کا گھیرا کتنا ہی کڑا کیوں نہ ہو مومن کا صبر اسے ہمیشہ امید کی طرف متوجہ کرتا رہتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ سے مدد مانگنے کے مضمون میں اس امید کو ایک زندہ فعال قوت میں تبدیل کر دیا ہے۔

دوسرا معنی اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ یہ بھی ہے اور اسی مضمون کو آگے بڑھانے والا معنی ہے کہ جب خدا سے مدد مانگا کرو تو صبر کے ساتھ مدد مانگا کرو۔ چند دن مدد مانگ کے چھوڑ نہیں دینا، دعا میں جلدی نہیں کرنی، جلدی نتیجے نکلنے کی تمنا رکھتے ہوئے دعائیں نہیں کرنی بلکہ دعا میں بھی صبر کے مضمون کو داخل کر دو۔ اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ خدا سے اس طرح مدد مانگو کہ ہمیشہ مانگتے ہی چلے جاؤ اور مدد مانگتے ہوئے کبھی بھی نہ تھکو اور مدد مانگنے کے طریق کو مستقل پکڑ کے بیٹھ رہو۔ صبر کا معنی اس پہلو سے وفا کے ساتھ کسی چیز پر قائم ہو جانا ہے۔ تو اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ کا مطلب ہے کہ کامل وفا کے ساتھ دعا پر لگے رہو اور کسی حالت میں بھی دعا نہیں چھوڑنی، کسی حالت میں بھی یہ خیال نہیں کرنا کہ ہماری دعا

چونکہ قبول نہیں ہوئی اس لئے اب دعا کرنا عبث ہے۔ چنانچہ انبیاء کی جو دعائیں قرآن کریم میں ملتی ہیں ان میں یہ مضمون بھی بیان ہوا ہے کہ صبر کے ساتھ دعائیں کرنے والے نبی بعض ایسے تھے جنہوں نے آخر خدا کو پکار کے یہ کہا کہ ہماری دعاؤں میں اتنا صبر ہے کہ ہمارے بال سفید ہو گئے، ہماری ہڈیاں گل گئیں اور بظاہر ناممکن ہے کہ اس حالت میں اولاد عطا ہو لیکن اے خدا! دیکھ میری دعا کا صبر کہ آج بھی اس یقین کے ساتھ دعا کر رہا ہوں کہ کبھی میں تجھ سے دعائیں مانگتے ہوئے بے بخت ثابت نہیں ہوا، بدنصیب ثابت نہیں ہوا۔ تو صبر کے اس مضمون کو اس نے اور بھی کئی چاند لگا دیئے۔ محاورہ تو چار چاند لگانے کا ہے مگر میں نے عمداً کئی چاند کہا ہے۔ حیرت انگیز طور پر یہ مضمون لامحدود ہو جاتا ہے ۔صبر کرو استعانت کے ساتھ، خدا سے دعا مانگتے ہوئے یعنی ہمیشہ اس یقین پر قائم رہو کہ تمہاری مصیبت تمہیں مغلوب نہیں کر سکے گی ۔ دوسرے دعا میں صبر کرو اور دعا کا دامن کبھی نہ چھوڑو ۔ یہ دو باتیں جب ایک دوسرے کے ساتھ پیوستہ ہوتی ہیں، ایک دوسرے کو طاقت دیتی ہیں تو صبر کا مضمون جو ہے عظیم الشان بن جاتا ہے اور لامحدود ہو جاتا ہے۔

اس کے ساتھ ہی فرمایا وَ الصَّلٰوةِ صلوٰۃ اور صبر کا کیا تعلق ہے؟ اس کے کئی تعلق ہیں۔ صلوٰۃ کے معنی بھی مختلف ہیں ان مختلف معانی کے ساتھ صبر اور صلوٰۃ کا تعلق نئے نئے روپ دھارتا رہتا ہے، نئی شکلوں میں سامنے آتا ہے۔ صلوٰۃ کا ایک معنی کوشش اور جدوجہد اور ورزش بھی ہے۔ چنانچہ اس پہلو سے جب ہم اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ پڑھتے ہیں تو مراد یہ ہے کہ محض دعائیں نہ کرو بلکہ عمل بھی ساتھ کرو۔ محض دعا پر اس طرح انحصار نہیں کرنا صبر میں کہ اے خدا! ہم تو اب کچھ بھی نہیں کر سکتے سب کچھ تجھ پر چھوڑ کر بیٹھ گئے ہیں اس کو ہاتھ توڑ کر بیٹھ جانا کہتے ہیں۔ فرمایا نہیں مومن کی یہ شان نہیں ہے جتنی طاقت ہے اس طاقت کو ساتھ ساتھ استعمال کر کے اپنی قوت عمل کو مرنے نہیں دینا بلکہ ہمیشہ اسے بھی زندہ رکھنا ہے۔

تو دعا اور صبر اور صلوٰۃ کا یہ رشتہ مومن کی زندگی کی ایک عجیب تصویر کھینچتا ہے جو دنیا کے صبر کرنے والوں میں کہیں دکھائی نہیں دیتی۔ دعائیں کرتے رہنا ہے دعاؤں کے ساتھ یقین رکھنا ہے کہ تم ناکام نہیں ہو گے۔ اس یقین کے ساتھ جس حد تک بھی تمہیں خدا تعالیٰ نے توفیق بخشی ہے اس توفیق کے مطابق عمل کو زندہ رکھنا ہے اور ہر میدان میں ہر جہت سے جہاں بھی تمہیں کوئی امکان نظر

آئے کوشش کا اس کوشش کو نہیں چھوڑنا کیونکہ صلوٰۃ میں جو مفہوم پایا جاتا ہے عمل کا اس میں صرف عام عمل نہیں بلکہ ورزش ہے۔ ورزش کا مفہوم کوشش کو انتہاء تک پہنچانے کے معنی رکھتا ہے۔ اتنی کوشش کرنا کہ بدن تھک جائے اور اس سے زیادہ کوشش انسان کو ہلاک کرنے کا موجب بن سکتی ہو اور اتنی کوشش کرنا کہ جو اپنی استطاعت کی حد کے اندر ہو اس سے آگے نہ بڑھے کیونکہ وہ ورزش جو استطاعت سے آگے بڑھ جائے وہ مار دیا کرتی ہے، نقصان پہنچاتی ہے، اسے صلوٰۃ کہتے ہی نہیں۔ ورزش کے مفہوم میں یہ بات داخل ہے کہ اتنی کوشش کہ تھکا تو دے مگر جسم کو نقصان نہ پہنچا سکے۔ اگر نقصان پہنچانے والی ورزش ہے تو اس کا نام ورزش رہے گا ہی نہیں، اس کا نام تو سزا ہو جائے یا بیگار ہو جائے گا۔ اس لئے صلوٰۃ کا معنی یہاں یہ بنے گا کہ حد استطاعت تک کوشش کرو، ایسی کوشش کرو جو تمہاری طاقت بڑھاتی رہے، تمہارے اندر مزید قوت عمل پیدا کرتی رہے۔ تمہیں عمل سے متنفر کرنے والی یا تمہاری عملی طاقتوں کو کمزور بنانے والی کوشش نہ ہو۔

صبر کے مفہوم میں غم کا پہلو بھی ہے اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ایک اندرونی آگ میں جلنا بھی اس کے مفہوم میں داخل ہے اور اکثر دنیا والے اس سے خوب واقف ہیں۔ اسی لئے بعض ماہرین نفسیات صبر کے خلاف تلقین کرتے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ صبر کرنا یعنی اپنے غم کو اپنے دکھ کو اپنی ذات میں محدود رکھ کر اس پر بیٹھ رہنا یہ نفسیاتی لحاظ سے انسان کے لئے مضر ہے بلکہ مہلک بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ اس لئے وہ لوگ جو صبر کرتے ہیں ان کے نزدیک وہ کئی قسم کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اس لئے بعض دفعہ اگر غیر معمولی صبر کرنے کی کوشش کی جائے مثلاً آنسو نہ نکلیں یا واویلا نہ کرے کوئی شخص تو کہتے ہیں وہ پتھر ہو گیا اور اس کے نتیجہ میں اسے گہری نفسیاتی بیماریاں لگ جاتی ہیں جو بعد میں جسمانی عوارض میں بھی تبدیل ہو جاتی ہیں۔

اس کا کیا علاج خدا تعالیٰ مومن کو بتاتا ہے؟ ایک علاج تو اَسۡتَعِیۡنُوۡا کے لفظ میں ہمیں دے دیا کہ واویلا تو نہیں کرنا لیکن مدد ضرور مانگنی ہے اور بڑے زور کے ساتھ مانگنی ہے اور مستقل مانگتے چلے جانا ہے۔ مدد مانگنا واویلے کا بدل ہے۔ مایوسی کے نتیجہ میں واویلا پیدا ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ جو مومن کو صبر سکھاتا ہے اس کے نتیجہ میں دعا نکلتی ہے دل سے اور خدا سے مدد مانگنے کی طرف توجہ مبذول ہوتی ہے۔ ایک اِس کا Outlet، ایک نکاس کا رخ اول رکھ دیا ہے اس آیت کے شروع میں اور ایک

اس کے آخر پر میں رکھ دیا لفظ صلوٰۃ۔

فرمایا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ۔صلوٰۃ کا معنی بھی جلنا ہے مثلاً امام راغب مفردات میں لکھتے ہیں کہ بعض اہل علم کے نزدیک وہ نماز جسے ہم صلوٰۃ کہتے ہیں یعنی عبادت اس کا اصل صَلٰی يَصْلٰی صَلْيًا ہے یعنی وہ جلا، یا آگ میں داخل ہوا یا آگ میں بھنتا رہا۔ صَلْيًا آگ میں داخل ہونے، آگ میں جلنے اور آگ میں بھنتے رہنے کو کہتے ہیں۔تو اس میں بھی ایک جلنے کا مفہوم ہے اور اسی سے عبادت کا مفہوم اس طرح نکلا کہ بعض سابق علماء کے نزدیک صلّٰی کہہ کر گویا آگ سے دفاع کے معنے پیدا کر دئے۔جب صَلٰی کو صَلّٰی میں تبدیل کیا جائے تو اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک ان معنوں میں شدت بھی پیدا ہو جائے یعنی باب تفعیل میں آ کر معنوں میں شدت بھی آجاتی ہے اور بعض دفعہ پہلے معنی کی نفی پیدا ہو جاتی ہے۔یعنی یہ ان معانی کو دور کرنے والا باب ہے۔تو گزشتہ علماء نے اس کا یہ مطلب لیا ہے کہ صلّی کا مطلب ہے اس نے آگ کو اپنے سے دور کر دیا یعنی نماز پڑھ کر عبادت کر کے جہنم کی آگ سے بچ گیا یا دنیا میں جلنے کے جو بھی مواقع ہیں ان سے اس نے نجات پائی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اور مفہوم لیا ہے جو بہت ہی زیادہ شاندار اور بہت ہی زیادہ پاکیزہ اور حسین ہے۔آپ فرماتے ہیں اللہ کی محبت کی آگ میں جلنا ہے اور شدت کے ساتھ جلنا ہے۔یعنی جلنے کی نفی نہیں ہے بلکہ جلنے کے مضمون میں شدت پیدا ہوئی ہے اور فرمایا جس کے دل میں خدا کی محبت کی آگ بھڑک اٹھتی ہے ہر دوسری آگ اس پر حرام کر دی جاتی ہے۔ محبت الٰہی کی آگ غالب آجاتی ہے ہر دوسری آگ پر اور اس میں جلنے کے بعد دوسری آگ بے معنی دکھائی دینے لگتی ہے، اس کی کوئی حقیقت ہی باقی نہیں رہتی۔

اس آیت میں بعد میں جب صلوٰۃ کا ذکر فرمایا تو یہ بتایا کہ ہم جانتے ہیں کہ نفسیاتی لحاظ سے تم جلو گے، تمہیں لازماً جلنا ہے، ایک دکھ میں مبتلا ہو۔ہم یہ نہیں کہتے کہ اس کا ڈھکنا بند کر کے بیٹھ رہو اوپر بلکہ یہ کہتے ہیں اس آگ کو محبت الٰہی کی آگ میں تبدیل کر دو اسْتَعِيْنُوْا جس سے مدد مانگو گے اگر محبت کے ساتھ اس سے مدد مانگو گے تو اس میں اور بھی زیادہ قوت پیدا ہو جائے گی۔اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ایک طرف واویلا کی بجائے دعا کا مضمون سکھا کر کہ شدت کے ساتھ پکار کے

اپنے دل کے بوجھ کو ہلکا کرنے کے سامان پیدا فرما دئے اور دوسری طرف اس آگ کی نوعیت تبدیل کرنے کا گر سکھا دیا اپنی جلن کو اللہ کی محبت کی آگ میں تبدیل کرتے رہو اور اس کے نتیجہ میں تمہاری استعانت میں بھی مزید قوت پیدا ہو جائے گی اور تمہاری جلن میں لطف پیدا ہو جائے گا بجائے اس کہ تم بیماریوں میں مبتلا ہو۔تم تو شفا گر بن جاؤ گے۔تمہارا سینہ دوسروں کے لئے شفا پیدا کرنے کا موجب بن جائے گا۔پس یہ ہے ایک تعلق صبر اور صلوٰۃ کے درمیان اور یہ تینوں لفظ ایک دوسرے کے ساتھ باندھے جاتے ہیں۔

ایک اور مفہوم اس کا یہ ہے کہ جن دنوں میں بھی مصائب کا زور ہو تم اپنی عبادتوں کو زیادہ بڑھاؤ۔غم اور فکر تمہیں عبادتوں سے غافل کرنے والے نہ بنیں بلکہ عبادتوں کی طرف متوجہ کرنے والے بنیں۔اس نصیحت کی اس لئے بھی ضرورت ہے اور خاص طور پر یاد کرانے کی ہے کہ بسا اوقات یہ دیکھا گیا ہے کہ لوگوں پر جب مصائب آتے ہیں یا امتحانوں میں مبتلا ہوتے ہیں تو وہ نمازیں چھوڑ کر بیٹھ جاتے ہیں بجائے اس کے کہ نمازوں کو زیادہ کریں اور بعض لوگ مجھے خط لکھتے ہیں کہ اب تو ہمارا نماز میں بھی دل نہیں لگتا۔پہلے عادت تھی اب ایسے غم پڑے ہیں کہ ہم بالکل چھوڑ بیٹھے ہیں نماز کو کوئی مزہ نہیں آتا۔قرآن کریم فرماتا ہے کہ یہی وقت ہے نمازیں بڑھانے کا یہی وقت ہے نمازوں میں زیادہ توجہ کرنے کا۔چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھتے ہیں کہ ہمیں تو جب بھی کوئی مشکل پڑے کوئی مصیبت ہو ہم دروازے بند کر لیتے ہیں اور نماز میں گریہ وزاری کر کے اپنے سارے بوجھ ہلکے کر لیتے ہیں۔نماز میں اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ (یوسف:۸۶) کا مضمون ہے کہ جب تمہارا غم بڑھے تو صبر کے ساتھ خدا سے مدد مانگو۔عبادتوں کا معیار بھی بلند کرو اور عبادت میں زیادہ وقت گزارا کرو اور عبادت میں کی جانے والی استعانت زیادہ مفید ثابت ہوگی اس کا یعنی استعانت سے بھی تعلق ہے۔کہ استعانت تم بغیر عبادت کے بھی کر سکتے ہو اور عبادت کے ساتھ بھی کر سکتے ہو ہم تمہیں بتاتے ہیں اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اپنی استعانت جہاں تک ممکن ہو عبادت میں کیا کرو اور عبادت میں تم خدا سے جو مدد مانگو گے وہ زیادہ مقبول ثابت ہوگی اور تمہارے لئے زیادہ فائدہ مند ثابت ہوگی۔

صبر میں ایک اور بھی مضمون پایا جاتا ہے کہ صبر اکیلے کرنا بڑا مشکل ہے۔اسی لئے دنیا میں

جتنے شعرا ہیں وہ غمگسار کی طلب کرتے ہیں اور یہ خیال کر لینا کہ اکیلا انسان صبر کرتا رہے یہ ایک محض فرضی بات ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ صبر ہوتا نہیں اگر انسان تنہا ہو اور اکیلا ہو۔ ضرور چاہتا ہے کسی کو جتنا زیادہ دکھ میں مبتلا ہو اور صبر کے ساتھ کسی دکھ پر قائم رہنا چاہے اتنا زیادہ وہ محتاج ہو جاتا ہے کسی ذریعہ کا، کسی مونس کسی غم خوار کا۔ تو خدا تعالیٰ نے اس پہلو کو بھی نظر انداز نہیں فرمایا۔ فرمایا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ اگر تم ہم سے مدد مانگو گے اور عبادتوں کی طرف متوجہ ہو گے تو ہم یقین دلاتے ہیں اپنی معیت کا۔ ہم تمہارے ساتھ ساتھ رہیں گے، تم تنہا نہیں پاؤ گے اپنے آپ کو اور خدا کی معیت میں جس آسانی سے دکھ کٹ سکتے ہیں اس آسانی سے کسی اور معیت میں دکھ کٹنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ویسے عقلاً بھی یہ بات درست ہے، یہ ظاہر بات ہے لیکن اس میں ایک بہت ہی پیار کا مضمون داخل ہو گیا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ کا ایک اور مطلب ہے عموماً اس مطلب کی طرف توجہ جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ صبر کرنے والوں کی مدد کرتا ہے، صبر کرنے والے آخر کامیاب ہوں گے یہ درست ہے۔ یہ مضمون لازماً اس آیت میں شامل ہے اور بظاہر اسی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ لیکن میرے نزدیک اس میں پیار کا مضمون داخل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، تمہیں کیا غم ہے، اکیلے تو وقت نہیں کاٹو گے۔ اکیلے کاٹنے کے لئے کہا جائے تو پھر تمہارے لئے بہت مشکل ہے لیکن ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ ہم ایسی حالت میں تمہارے ساتھ رہا کریں گے، تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔

یہ مضمون اس مضمون سے بلند ہے جو فرشتوں کی معیت کا مضمون ایک اور آیت میں بیان ہوا ہے۔ اس میں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں پر فرشتے اترتے ہیں اور وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ (بقرہ: ۲۱۸) دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ لیکن اس کا تعلق استقامت سے رکھا گیا ہے۔ جہاں صبر کے ساتھ خدا کی معیت کا وعدہ ہے اور ہمیشہ جہاں جہاں بھی قرآن کریم میں صبر کا مضمون آیا ہے وہاں خدا کی معیت کے معنی بھی اگر ہر جگہ نہیں تو بعض جگہ نمایاں طور پر یہ معنے بیان ہوئے ہیں ہر جگہ ان معانی کا مضمون داخل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ساتھ اور صبر یہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ پیوستہ مضامین ہیں۔ اس سے میں سمجھتا ہوں کہ صبر کا پھل ہے زیادہ بلند محض استقامت کے پھل سے۔ استقامت میں یہ بات داخل ہے کہ آدمی بے وفائی نہ کرے

اور اپنے مقصد کو چھوڑے نہیں لیکن صبر کے مضمون میں کچھ اور باتیں ایسی داخل ہوگئی ہیں جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اس کا پھل خود اپنے آپ کو قرار دیا اور وہی پیار کا مضمون میرے نزدیک اس میں داخل ہے۔

اپنی آگ کو محبت الٰہی کی آگ میں تبدیل کرنا، اللہ کے پیار کی آگ بڑی قوت کے ساتھ دل میں بھڑک اٹھنا غموں کے وقت۔اس کے نتیجہ میں لازماً خدا کا اپنا آنا ضروری ہو جاتا ہے۔اگر غم محض مدد مانگنے کی ایک قوت بن جائیں تو اس کے نتیجہ میں فرشتوں کا آنا کافی ہے۔مدد کے لئے آئے ہیں ہم۔تمہاری مدد کریں گے فکر نہ کرو تمہارے غم بھی دور ہو جائیں گے تمہیں خوشخبریاں بھی دیتے ہیں لیکن اگر غموں کی آگ خالصۃً اللہ کے پیار کی آگ میں بھڑک اٹھے تو اس کا جواب یہ ہے ہی نہیں کہ ہم تمہاری مدد کریں گے یہاں بھی اور وہاں بھی، تم فکر نہ کرو۔اس کا جواب یہ ہے کہ جس کی محبت میں تم اب جل رہے ہو وہ آ گیا ہے تمہارے پاس اور وہ تمہارے ساتھ رہے گا۔اس لئے میں نے کہا تھا کہ صبر کے مضمون میں یہ آیت حرف آخر ہے۔آخری اور سب سے بلند تر مقصد بھی بیان ہوا اور بہترین پھل جو صبر کے نتیجہ میں انسان کو مل سکتا ہے اس کا ذکر فرما دیا۔

پس اس دور میں جس میں سے ہم گزر رہے ہیں یہ آیت ایک کافی آیت ثابت ہونی چاہئے۔ ہر وہ بات جو اس دور سے تعلق رکھنے والی ہمیں سکھانے کے لائق ہے قرآن کریم کی یہ آیت وہ ہمیں سکھا رہی ہے۔اس لئے یہ وقت تو گزر جائے گا لیکن اگر اس وقت کے گذرنے کے باوجود اگر ہم نے اس آیت سے فائدہ نہ اٹھایا ہو تو بڑی بدقسمتی ہوگی۔وقت گذرے گا اور فتح کے ساتھ گزرے گا اس میں کوئی بھی شک نہیں، خدا کے وعدے لازماً پورے ہوں گے۔مگر اس آیت میں جو وعدہ ہے وہ اور ہے وہ یہ ہے کہ میں تمہارا بن جاؤں گا۔اس وعدہ کی تمنا کریں، اس مقصد کے حصول کی طرف متوجہ ہو کر یہ وقت گزارنے کی کوشش کریں کہ اس ابتلاء میں سے جب ہم گزریں تو ان سب باتوں کا ماحصل آخری یہ ہو کہ خدا ہمارا ہو چکا ہو اور ہمارے ساتھ رہنے والا بن جائے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:

کچھ جنازہ غائب پڑھانے کے لئے درخواستیں آئی ہوئی ہیں۔ پانچ ایسے جنازے ہیں

جن کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

بعض دوست اس بات سے گھبرا گئے ہیں کہ اب تو قریباً ہر جمعہ میں نماز جنازہ غائب ہونے لگی ہے تو ان کے لئے میں یہ بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر چہ یہ عام دستور نہیں ہے مگر موجودہ حالات میں پاکستان میں جو احمدی وفات پاتے ہیں یا حادثوں کا شکار ہوتے ہیں۔ احساس محرومی کا ایک خطرہ ان کے اوپر لٹکا رہتا ہے۔ ان کی عموماً یہ خواہش ہوتی ہے کہ ہمارا جنازہ ربوہ جائے اور وہاں خلیفہ وقت نماز جنازہ پڑھائے۔ عام حالات میں ضروری نہیں ہوتا کہ ہر ایک کی نماز جنازہ خلیفہ وقت ہی پڑھا رہا ہو لیکن یہ احساس کہ نہیں پڑھا سکتا اس وقت، اس خیال سے احساس محرومی کو زیادہ عام کر دیا ہے جتنا عملاً ہے یعنی ربوہ میں جب میں تھا تو اس سے بہت کم جنازے پڑھائے جاتے تھے لیکن اب چونکہ ہر ایک کو یہ احساس ہے کہ شاید یہاں ہوتا تو ہمارا جنازہ وہ بھی پڑھا سکتا۔ بعض لوگ مجھے لکھتے رہتے ہیں کہ اگر ایسا واقعہ ہو تو یوں ہونا چاہئے اور بعض کے ورثاء لکھتے ہیں کہ انکی خواہش تھی۔ بعض ورثاء اپنی خواہش کے طور پر لکھتے ہیں کہ ہماری خواہش ہے کہ آپ پڑھائیں۔ اس لئے دل میں نرمی تو ہے ہی لیکن نسبتاً اس موقع پر عام دستور سے ہٹنے پر دل آمادہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے جو دوست ہر بار جمعہ پر جنازہ پڑھتے ہیں تو وہ گھبرائیں نہیں صبر سے کام لیں۔ کیا فرق پڑتا ہے چند منٹ کی بات ہے۔ جنازے میں ثواب ہی ہے ان کے لئے بھی اور ہمارے لئے بھی۔

پھر بعض ایسے ہوتے ہیں جن کا ذاتی طور پر استحقاق بھی ہوتا ہے مثلاً ایک درویش ہے اس نے ساری عمر وفا سے قادیان میں قید خانے میں وقت کاٹا۔ اگر چہ اب ویسا قید خانہ نہیں رہا لیکن ایک لمبے عرصے تک ساری جماعت کے لئے فرض کفایہ کے طور پر انہوں نے قید برداشت کی ہے اور بھی بعض صحابہ ہیں، بعض مظلوم ہیں حادثوں کا شکار ہیں۔ ان کی نماز جنازہ غائب پڑھنی تو ویسے ہی مستحب ہے۔

۱۔ مکرم قریشی عبداللطیف صاحب ابن قریشی محمد جان صاحب اوکاڑہ۔ یہ ہمارے قادیان کے ایک درویش کے برادر نسبتی ہیں۔

۲۔ قادیان کے ایک درویش مرزا اعظم علی بیگ ہیں۔ انکے متعلق مکرم ناظر صاحب اعلیٰ قادیان نے نماز جنازہ غائب پڑھانے کی بشدت درخواست کی ہے۔

۳۔مکرم خالد نصر اللہ صاحب ہمارے ایک نوعمر مخلص نوجوان موٹر سائیکل کے حادثے میں شہید ہوگئے ہیں، حلقہ شالا مارٹاؤن لاہور سے کے تھے۔

۴۔ڈاکٹر عبدالغفور صاحب انڈونیشیا کے یہ مکرم محمود احمد خان صاحب آف مغربی جرمنی کے نانا تھے۔

۵۔صابرہ بیگم صاحب اہلیہ مکرم اقبال الدین امینی صاحب کی اچانک وفات ہوگئی تھی۔ مرحومہ مکرم انوارالدین صاحب امینی ہڈرزفیلڈ کی والدہ تھیں۔اچھے مخلص بچے ہیں ان کے، بڑے دعا گو اور نیک، سلسلہ کے کاموں میں آگے آگے۔ان کی والدہ کی وفات بھی ایک شہادت کا رنگ رکھتی ہے۔جلسہ سالانہ یوکے پر گئی تھیں بہت زیادہ Emotional ہوگئی تھیں اور پہلے دن ہی Brain Hambridge ہوا، دماغ کی رگ پھٹ گئی اور وفات ہوگئی۔ان سب کی نماز جنازہ جمعہ کے معاً بعد ہوگی۔